قرآنی قصے — اسوۂ ابراہیمی

(مدیر)

اسوۂ ابراہیمی اور ملت ابراہیم سراپا عبدیت اور محبت کا سوز و ساز لئے ہوئے ہے اور اس درجہ فدویت اور اپنا نیکشا نہ ہے کہ اس اسوہ اور اس ملت کا تمام ہی سلام قرار پایا اور دوسروں کو بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دی گئی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ میں معبود برحق کی محبت اس درجہ ظاہرہ و باہر تھی کہ آپ کا ہر فعل ہمہ درس محبت تھا۔ اور جس کا جی چاہے کہ اپنے مولا کی خوشنودی حاصل کرے اور محبت جیسی چیز کی حقیقت سے واقف ہو تو اس کو چاہئے کہ مقام ابراہیمی پر ہر لحہ نگاہ رکھے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ نے اپنی والدہ سے معرفت الہٰی کے متعلق مکالمہ شروع کیا۔ یا امی من ربك اے میری ماں تیرا خدا کون ہے۔ جواب ملا تمہارا باپ آپ نے کہا اور میرے باپ کا رب کون ہے۔ انہوں کہا بادشاہ وقت اس پر آپ نے ساکت کر دینے والا یہ جملہ فرمایا اور اس کا رب کون ہے؟ خموشی کے سوا اور کیا جواب ہو سکتا تھا۔ پھر پوچھا اے ماں میں خوبصورت ہوں یا میرا باپ، ماں نے کہا تم خوبصورت ہو، پھر بولے میرا باپ زیادہ خوبصورت ہے یا بادشاہ۔ ماں نے جواب دیا تمہارا باپ زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔

حضرت ابراہیم نے کہا اگر میرا باپ میرا پروردگار ہوتا تو وہ مجھکو اپنے زیادہ حسین کیوں پیدا کرتا اور اسی طرح ہمارے باپ کا پروردگار بادشاہ ہوتا تو خود ان سے حسن میں کم کیوں ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ حقیقت شناس کو درمیانی چیزیں کب روک سکتی تھیں اور بڑی سے بڑی چیز پردہ بنکر حائل کیوں کر ہو سکتی تھی۔ آپ کو معلوم

تھا کہ حسن کا منبع کہاں ہے۔ ایک مرتبہ تعلیماً فرمایا۔ فلما جن علیہ اللیل
رآکوکباً قال ھٰذا ربی فلما افل قال لا احب الآفلین
جب اندھیری رات آئی تو تاروں کو دیکھکر بولے یہ میرا رب ہے جب وہ تارہ
غائب ہوا تو کہا کہ میں چھپ جانے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد فلما
رآ القمر بازغاً قال ھذا ربی فلما افل قال لئن لم
یھدنی ربی لاکونن من القوم الضآلین۔ جب روشن چاند
نظر آیا تو کہا یہ میرا رب ہے اور جب وہ بھی غائب ہوگیا تو فرمانے لگے اگر میرے
خدا نے ہدایت نہ کی تو بیشک میں گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا اسی طرح جب صبح
ہوئی اور سورج پر نظر پڑی تو ارشاد ہوا فلما رآ الشمس بازغۃ قال
ھذا ربی ھٰذا اکبر فلمآ افلت قال یا قوم انی بریٔ مما
تشرکون۔ انی وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت
والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔ جب آفتاب کو روشن دیکھا
تو کہا یہ بڑا میرا خدا ہے اور جب وہ بھی غروب ہوگیا تو بول اٹھے اے قوم
میں اس سے بیزار ہوں جو تم شرک کرتے ہو۔ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے
زمین و آسمان کو بنایا اور میں یکسو ہو رہا اور میں کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک
کرنے والا نہیں

ماں اور باپ سے گفتگو ہو چکی تو قوم سے براہ راست تبلیغ توحید شروع
ہوئی فرماتے ہیں۔ اذ قال لابیہ وقومہ ماذا تعبدون تم کس کی
پرستش کرتے ہو کسی نے کسی کا نام لیا اور کسی نے کسی کو بتایا ائفکا الھۃ دون اللہ
تریدون فما ظنکم برب العالمین۔ اے لوگو خدا کے سوا جھوٹے
معبود کیوں بناتے ہو اور تمہارا معاملہ رب العالمین خدا کے ساتھ کیا ہے۔

اس کے بعد حقیقت تامہ کا اظہار خود کر دیتے ہیں قال بل ربکم رب السموٰت والارض الذی فطرھن وانا علی ذالکم من الشٰھدین بولے تمہارا رب وہی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور میں تو اسی بات کا قائل ہوں۔ اس کے بعد بتوں کی شان میں کیا خوب ارشاد ہوتا ہے ماھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون۔ یہ پتلے کیا حقیقت رکھتے ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔

جب زبانی تبلیغ ہو چکی اور زبانی جہاد سے کام لیا جا چکا تو باطل کے مٹانے کی طرف ہاتھ بھی بڑھا۔ قوم عید منانے شہر سے باہر گئی لیکن آپ کو ان سے اور ان کی دلچسپیوں سے کیا تعلق تھا۔ بلکہ آپ تو اس فرصت میں جو کچھ کرنا چاہتے تھے وہ اور ہی تھا۔ فرماتے ہیں تاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین۔ خدا کی قسم جب تم تماشاگاہ میں جاؤ گے تو میں ان بتوں کو توڑ ڈالوں گا۔ فجعلھم جذاذا الا کبیرا لھم لعلھم الیہ یرجعون ان بتوں کے ٹکڑے کر ڈالے صرف ایک بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ اس معاملہ سے سبق حاصل کریں قوم نے اپنے خداؤں کو واپس آکر یہ حال دیکھا اور دست تاسف ملنے لگے۔ قالوا من فعل ھٰذا بالھتنا انہ لمن الظالمین۔ بولے یہ حال ہمارے بتوں کا کس نے بنایا ہے اس نے یقیناً ہمارے حال پر ظلم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ دوئی کا مٹانے والا کون ہو سکتا تھا۔ اور سوا ابراہیمؑ کے بت شکنی دوسرا کون کر سکتا تھا۔ قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو بتوں کی توہین کرتے ہوئے سنا ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ قالوا فاتوا بہ علیٰ اعین الناس لعلھم یشھدون سبھوں نے کہا ابراہیم کو لوگوں کے سامنے

دے آؤ تاکہ ہم حقیقت حال سے واقف ہوں۔ آپ سامنے لائے گئے تو لوگوں
نے کہا ءانت فعلت هذا یا ابراهیم اے ابراہیم کیا یہ فعل تم نے
ہمارے بتوں کے ساتھ کیا ہے قال بل فعله کبیرهم هذا فاسئلوهم
ان کانوا ینطقون آپ نے کہا مجھ سے کیا سوال ہے یہ تو ان کے بڑے کی طرف
سے ہوا ہے اگر تمہارے یہ بت جواب دے سکیں تو انہیں سے دریافت کرو۔
ثم نکسوا علی رؤسهم لقد علمت ما هؤلاء ینطقون۔ باطل
پرست سرنگوں ہو کر بولے اے ابراہیم تمہیں تو خوب معلوم ہے جیسا یہ بولتے ہیں موقع تھا
کہ آپ اب پوری طور پر تبلیغ کا حق ادا فرمائیں قال افتعبدون من دون
الله ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون
من دون الله افلا تعقلون تم خدا کے سوا ایسے کی پرستش کرتے ہو کہ
جو تمہارا کچھ بھلا برا نہیں کر سکتا۔ میں تو تم سے بھی اور ان سے بھی بیزار ہوں جن
کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کاش تم کو عقل ہوتی۔

باطل جب سرنگوں ہو جاتا ہے اور باطل پرست جب عاجز آتے ہیں
تو مد مقابل کے لئے اپنا آخری حربہ استعمال کرنے پر اترتے ہیں۔ اور پھر کسی
قسم کی رعایت اور مروت نہیں کرتے یہاں بھی اسی کی تیاری شروع ہو گئی
اور وقت آ گیا کہ عشق اپنا خراج طلب کرے اور عاشق سے وہ مانگے جو اس کی
آخری متاع ہو تاکہ دنیا دیکھ لے کہ دعویٰ بغیر ثبوت کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا
اور معلوم ہو جائے کہ اس راہ میں صرف سچوں ہی کا قدم جم سکتا ہے قالوا
احرقوه وانصروا الهتکم ان کنتم فاعلین قوم نے کہا اس کو
جلاؤ اور اس طرح اپنے معبودوں کی مدد کرو۔ قالوا ابنوا له بنیانا
فالقوه فی الجحیم۔ ایک بنیاد تعمیر کرو پھر وہاں سے آگ کے انبار میں پھینک دو

قوم کا جو فیصلہ تھا وہی حکمران کا بھی مدعا تھا۔ آگ طیار کیگئی اور منجنیق کے ذریعہ سے حضرت خلیل اس میں ڈالے جانے کے لئے لائے گئے۔ پوری قوم نے اس لئے شرکت کی کہ ان کے خیال میں یہ ایک عبادت تھی یہاں تک کے آذر نے بھی منجنیق کے کھینچنے میں ہاتھ لگایا۔ یہ دیکھکر حضرت ابراہیم جناب باریتعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا۔ الٰہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہوگیا ہے دنیا کا قاعدہ ہے کہ مصیبت پڑے پر آدمی اپنے ماں باپ کے پاس شکایت لے جاتے ہیں اور میرے باپ کا یہ حال ہے اے میرے خدا آج میں سب سے بیگانہ ہوں اور تیرے سوا میرا کوئی یگانا نہیں۔

کائنات کا ہر ذرہ امام العاشقین کی مدد پر زبان حال سے تیار تھا ہوا کو اشارہ ہوتا تو یہی آگ دشمن کے گھروں پر جا برستی، پانی کی طرف نگاہ اٹھتی تو آگ کا نام ونشان بھی باقی نہ رہتا۔ اس اثنا میں حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اگر آپ کا حکم ہو تو آگ کے انبار کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے حضرت خلیل علیہ السلام نے پوچھا کیا یہ جو تم کہتے ہو خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے جبرئیلؑ بولے نہیں فرمایا پھر مجھکو کسی کی مدد درکار نہیں میری غرض اس سے ہے جس کا تمام عالم محتاج ہے۔

کافروں کو جو کچھ کرنا تھا کر چکے آپؑ کو آگ میں پھینک دیا اور اپنے خیال میں سارے جھگڑوں کو چکا دیا۔ مگر ان کو کیا معلوم تھا کہ عشق الٰہی کی آگ ایک ہی مرتبہ جلا سکتی ہے، اور یہ آگ جس کو ایک مرتبہ جلاتی ہے اس کو کوئی آگ کبھی نہیں جلا سکتی۔ بلکہ برعکس اس کے ساری آگ اس کے سامنے سرد پڑ جاتی ہے جس کی محبت کی آگ میں حضرت خلیل علیہ السلام جل رہے تھے اب اس کے نگاہ لطف کی ضرورت تھی کیونکہ بیچ میں کسی کا پردہ باقی نہیں رہا تھا اور اس محبت الٰہی کی آگ نے سارے ماسوا کو جلا کر نیست ونابود کردیا تھا۔ محبوب حقیقی کی زبان سے ارشاد ہوا

یَا نَارُ کُوْنِی بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ ۔ جس نے آگ میں جلانے کی خاصیت دی ہے آگ کو ٹھنڈک اور آرام بنجانے کا حکم دیا پھر اس میں دیر کیا ہو سکتی تھی ۔ اور اگر انسانوں کی میٹھی بول دل موہ لیتی ہے اور مردوں کے لئے مسیحا بن جاتی ہے اور سنگدل کو موم دل بنا دیتی ہے تو تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتا اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ شاہد حقیقی، اور مطلوب مطلق، کی صدائے سرمدی نے آگ کو گل و گلزار نہ بنا دیا ہو گا ۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ ۔ بہر حال وَاَرَادُوْا بِہٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰھُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ۔ کافروں نے ابراہیم کا برا چاہا لیکن ہم نے انہیں کو نقصان میں ڈالا ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدائے واحد کی طرف سے تن تنہا اپنی پوری قوم کا خوب مقابلہ کیا اور طرح طرح سے ان کو لاجواب کیا ۔ یہاں تک کہ حکمران وقت کو بھی نیچا دکھایا فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ۔ کافر مبہوت ہو ہو گئے ۔ اور آپ کے پیغمبرانہ مناظرہ کی تاب نہ لا سکے مگر ایمان نہ لائے ۔

ہجرت ابراہیمی یہ سنت الہی ہے کہ جب عشق و محبت کا درس لینے والا کوئی نہ ہو اور کسی قوم و ملک کے لوگ اپنے کان ادھر سے بند کر لیں تو حدیث عشق بیان کرنے کے لئے ہجرت اختیار کی جاتی ہے حضرت ابراہیم بھی سب کو چھوڑ سکتے تھے لیکن خدا اور اس کی محبت کے راگ کو نہیں چھوڑ سکتے تھے خویش و اقربا جو مذہب عشق کی رو سے خویش و اقربا باقی نہیں رہے تھے وطن جو عشق کی سرگرمی میں لاشے محض ہے ان سب سے منہ موڑ کر حجاز کی سرزمین میں پہنچے کیونکہ یہیں اس یادگار کو قائم ہونا تھا ۔ جو دنیا کے لئے قبلہ کا رتبہ رکھتی تھی اور جہاں ہر سال تمام دنیا کے لوگ آکر اپنا نام محبت کرنے والوں کے دفتر میں لکھواتے اور جہاں کے

نذاعشق ارکانِ ایمان وعبادت قرار پاتے۔ اس کا نام حج قرار پایا ۔ وجس طرح آگ ہر چیز کو جلا کر پاک کر دیتی ہے اس کی ادائیگی بھی حاجی کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے ایسی قربانی کا سبق دیا جاتا کہ جس سے بڑی قربانی کوئی اور نہیں ہو سکتی اور جو قیامت تک کے لئے یادگار قرار پائی۔ پڑھو محبت کی عمارت تعمیر کرتے وقت جو عشق کے معماروں کی زبان سے ادا ہوا واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک و یعلمھم الکتاب والحکمۃ وہ رسول کیا ہیں اسی ملت ابراہیم کا کامل درس دینے والے اور وہ کتاب (قرآن) کیا ہے محبت الٰہی کا سبق دینے والی۔ اور پھر پڑھو اس بڑی قربانی کے بارے میں قال یا بنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ اور بیٹے کا جواب بھی سنو اور اسی طرح کے باپ بنو اور اسی طرح کے بیٹے پیدا کرو۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا یاابت افعل ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصٰبرین۔ ادھر سے حکم تھا اسلم ادھر سے جواب دیا جاچکا تھا۔ اسلمت برب العالمین پھر فلما اسلما وتلہ للجبین تک آکر عشق و محبت کی آزمائش ختم ہوگئی۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر
وللہ الحمد